ادائے حدیث میں روایت بالمعنی کی حیثیت و نوعیت (تجزیاتی مطالعہ)

ملک کامران *

Abstract

Allah has taken the responsibility to protect the Quran. So Allah has sent many people for the protection of Hadith. These people have saved Hadith in written from Hazrat Muhammad (PBUH) and they were the first companion of our beloved Prophet. Those sahaba listened the words of hadith and understood the meanings of it. They transferred Hazrat Muhammad (PBUH)' saying in accordance with his order. To describe the hadith, sahaba had used different words to explain but these words gave same meaning of that hadith. Sahaba, Mohaddiseen, Fuqaha have different point of views that whether it is right to explain the words of Hazrat Muhammad (PBUH) by meaning or not. Below is the analysis of the said matter.

KEYWORDS: Quran, Hadith, scholars of Hadith

اللہ تعالی نے جہاں قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود لیا وہاں وحی خفی یعنی حدیث رسول ﷺ کی حفاظت کے لیے ایسے رجال کار پیدا فرمادیے جنہوں نے آپ ﷺ کی ہر ہر بات کو قلمبند کرکے محفوظ کرلیا۔ نبی ﷺ کے اولین مخاطبین آپ ﷺ کے جانثار صحابہؓ ہیں کہ جنہوں نے اپنے کانوں سے احادیث کے الفاظ سماعت فرمائے اور ان کے مفہوم کو جانا اور آپ ﷺ کے ارشاد بلغوا عنی ولو آیۃ[1] کے حکم کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے فرامین کو آگے منتقل کیا۔ ادائے حدیث میں صحابہ کرامؓ سے ایک ہی حدیث کے مختلف الفاظ منقول ہیں۔ بسا اوقات ایک روایت کو ایک صحابیؓ مختلف مترادف الفاظ سے وہی روایت بیان کرتے ہیں اور بعض اوقات ایک روایت کو متعدد صحابہؓ اپنے اپنے الفاظ سے

* ڈاکٹر ملک کامران، پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا۔

روایت کرتے ہیں، لیکن ان سب میں قدر مشترک یہی دکھائی دیتی ہے کہ وہ سب الفاظ ایک ہی مفہوم بیان کررہے ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ذخیرہ احادیث کا اکثر حصہ روایت بالمعنی پر مشتمل ہے۔زبان نبوی سے صادر ہونے والے الفاظ کو بالمعنی ادا کرنا درست عمل ہے یا نہیں صحابہؓ محدثینؒ اور فقہاء کے مابین اس بارے مختلف آراء پائی جاتی ہیں زیر نظر تحریر میں اسکے قائلین ومانعین کے مواقف ودلائل کا جائزہ لیا گیا ہے۔

روایت، روی یروی کا مصدر ہے جس کا معنی ہے سیر اب کرنا۔(۲) روایت بالمعنی یہ ہے کہ راوی روایت کے الفاظ کی بجائے معنی کو اپنے الفاظ میں بیان کردے، چنانچہ اس ضمن میں حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں:

إذا أراد روايته ما سمعه على معناه دون لفظه (۳)

"جب وہ سنی ہوئی بات کے الفاظ کی بجائے معانی کی روایت کرے۔"

روایت بالمعنی کا مقصود یہ ہے کہ:

أن يعمد الراوي إلى تأديته معاني الحديث بألفاظ من عنده (۴)

" راوی روایت کرنے میں اپنے الفاظ کے ساتھ حدیث کے معانی کو بیان کرے۔"

قائلین اور مانعین روایت بالمعنی اور ان کے دلائل

محدثین اور فقہاء میں اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا ایک روایت بالمعنی کی شرائط پر پورا اترنے والا راوی آیا حدیث کے مترادفات یا قائم مقام الفاظ سے ادائیگی کر سکتا ہے یا نہیں؟اس میں دو قسم کے نظریات پائے جاتے ہیں روایت بالمعنی کے جواز کے قائلین اور مانعین روایت بالمعنی۔ذیل میں ہر مؤقف کے قائلین و مانعین کے نظریات بمع دلائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

روایت الحدیث بالمعنی کے جواز کے قائلین

یہ گروہ روایت بالمعنی کا اس طور پر جواز کا قائل ہے کہ اگر اصل الفاظ کے مدلول میں فرق نہ آئے تو احادیث مرفوعہ اور غیر مرفوعہ میں روایت بالمعنی جائز ہے اور یہ جمہور کا مذہب ہے۔

جن میں صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین محدثین وفقہاء شامل ہیں اور وہ درج ذیل ہیں:

حذیفہ بن الیمانؓ: فرماتے ہیں:

إنا قوم عرب نردد الأحاديث فنقدم ونؤخر (۵)

"بے شک ہم عرب قوم احادیث کو واپس لوٹاتے ہیں تو ہم (الفاظ) کو مقدم ومؤخر کر لیتے ہیں۔"

حضرت عائشہ بنت ابی بکرؓ کے بارے میں ہے:

"ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے مجھے فرمایا: بیٹا تمہاری یہ بات مجھ تک پہنچی ہے کہ تم مجھ سے حدیث نقل کرتے ہو پھر ان کا اعادہ کرتے ہو تم اسے لکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے حدیث سنتا ہوں تو آپ کے علاوہ سے بھی سنتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا معنی مفہوم میں فرق ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں تو انہوں نے فرمایا: پھر تو کوئی حرج نہیں ہے۔" (۶)

- **ابو سعید الخدریؓ:**

ابو نضرہ ابو سعیدؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے: "ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوتے اور دس تک افراد ہو جاتے اور حدیث سنتے اور ہم میں سے دو آدمی بھی ایسے نہ ہوتے جو ایک ہی لفظ سے آگے بیان کرتے ہاں معنی ایک ہی ہوتا۔" (۷)

- **زرارہ بن ابی اوفی العامری کہتے ہیں:**

"میں متعدد اصحاب نبی ﷺ سے ملا ہوں وہ مختلف الفاظ سے بیان کرتے تھے، لیکن معنی ایک ہوتا۔" (۸)

- **ابراہیم بن یزید بن قیس الاسود النخعی: ابو حمزہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے ابراہیم سے کہا:**

" ہم آپ سے روایت کو سنتے پھر انہیں الفاظ سے بیان کرنا ہمارے لیے ممکن نہیں ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب تم سنتے ہو تو حلال اور حرام کا فرق جان لیتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں جی! فرمایا: ہم جو بھی بیان کرتے ہیں اسی طرح سے ہے۔" (۹)

- **عامر بن شراحیل الشعبی: ابن عون کہتے ہیں:**

كان الحسن و النخعي و الشعبي يحدثون بالحديث مرة هكذا و مرة هكذا (۱۰)

"حسن، نخعی اور شعبیؒ حدیث کبھی اس طرح بیان کرتے کبھی اس طرح۔"

اس کے علاوہ مجاہد بن جبیر (۱۱) حسن بن ابی الحسن البصریؒ (۱۲) بھی اسی موقف کے قائل تھے۔

محدثین میں:

- **محمد بن مسلم بن شہاب الزہری: مالک بن انس کہتے ہیں میں نے زہری سے سناوہ فرماتے تھے:**

"اپنے الفاظ میں روایت بیان کرتے ہوئے) جب تو صحیح معنی کا خیال رکھے تو کوئی حرج نہیں۔" (۱۳)

- **= یحییٰ بن سعید القطان: عبید اللہ بن سعید کہتے ہیں:**

"میں نے یحیی بن سعیدؒ سے سناوہ فرمارہے تھے کہ الفاظ کا تتبع کرنا یعنی روایت بالحرف یا باللفظ یہ لوگوں کو حرج میں ڈالنے والی بات ہے، کیونکہ اس قرآن کا مقام ایک الگ شان ہے۔ مگر اس میں بھی اگر مفہوم یکساں ہو تو مختلف قرآتوں کی اجازت ہے۔" (۱۴)

- **محمد بن ادریس الحنظلی ابو حاتم رازی: ابو حاتم فرماتے ہیں:**

"میں نے محدثین میں کوئی بھی ایسا نہیں دیکھا جس نے حدیث کو یاد کیا اور اسے الفاظ کی تغییر کے بغیر بیان کیا ہو سوائے قبیصہؒ کے اور ابو نعیم ثوریؒ کی حدیث کے معاملے میں، یحی حمانی شریک کی حدیث میں اور علی بن جعد اپنی بیان کردہ حدیث میں۔"(۱۵)

- **محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی: فرماتے ہیں:**

فمن أراد أن يؤدي إلى من بعده حديثا قد سمعه جاز له أن يغير لفظه مالم يتغير المعنى (۱۶)

"جو سنی ہوئی حدیث اپنے بعد والے کو بیان کرے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اس حدیث کے معنی کی تغییر کے بغیر لفظ تبدیل کر سکتا ہے۔"

- **الحسن بن عبد الرحمان الرمھرمزی: کہتے ہیں:**

"امام شافعی کا قول اس بات کی دلیل کہ وہ اس محدث کے لیے روایت بالمعنی کی اجازت کے قائل ہیں جو لغات عرب کا عالم ہو ان کے خطاب کے وجوہ کو جانتا ہو، معانی کی بصیرت رکھتا ہو، فقہ کو جانتا ہو اور معانی کی تبدیلیوں کی باریکیوں کا ادراک رکھنے والا ہو (یعنی ترجمہ کرنے کی مہارت سے مالا مال ہو) کیونکہ ایسی صورت میں وہ معانی میں تغییر اور تبدیلی سے محفوظ رہے گا اور احکام کو تبدیل کرنے سے بچا رہے گا۔ جس میں یہ خصوصیات نہ ہوں اس کے لیے الفاظ کو لانا ہی مقصود ہے۔ اس پہ ضروری ہے کہ وہ روایۃ بالمعنیٰ سے گریز کرے اور اہل علم فقہاء کو میں نے اسی مؤقف کی تائید کرتے ہوئے دیکھا ہے۔" (۱۷)

- **الخطیب ابو بکر بن علی البغدادی: لکھتے ہیں:**

"ہمارے نزدیک حدیث اور غیر حدیث میں روایت بالمعنی اس راوی کے لیے جائز ہے جب وہ کلام کے معانی اور موضوع سے واقف ہو، عرب کی لغات کو جاننے والا ہو، ان کے خطاب کے انداز سے ممارست رکھنے والا ہو، فقہ اور احکام کے اختلاف کو پہچاننے والا ہو اور ترجمہ کی باریکیوں اور نزاکتوں سے بخوبی واقف ہو، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ معنی ظاہر معلوم ہو اگر معنیٰ غامض پیچیدہ اور احتمالی ہو گا تو ایسی صورت میں روایت بالمعنی کی اجازت نہ ہو گی۔ اسے الفاظ ہی لانا ہوں گے اور سیاق کا بھی لحاظ کرنا ہو گا۔ اور صحابہ کرامؓ میں جو بھی روایت حدیث کرتا تھا وہ ساتھ ساتھ یہ کلام بھی ادا کرتا تھا (او نحوه أو شكله أو كما قال رسول اللهﷺ) وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ کہ وہ اہل زبان تھے اور مخلوق میں معانی کلام کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور وہ الفاظ صرف اور صرف اس ڈر سے ادا کرتے ہیں کہ کہیں کوئی لغزش نہ ہو جائے بھول نہ ہو جائے، کیونکہ وہ روایت بالمعنی کے خطرات اور کمزوریوں سے آگاہ تھے۔" (۱۸)

- **ابو عمرو عثمان الشہرزوری ابن الصلاح: کہتے ہیں:**

”پانچواں یہ ہے کہ جو الفاظ اس کے مقاصد ترجمہ کی مہارتوں اور تفاوت کی مقادیر سے ناواقف ہو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ روایت بالمعنیٰ کرتا پھرے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ صرف اور صرف الفاظ کو ہی بیان کرے جو اس نے بلا تغییر سنے ہوں۔“(۱۹)

- **ابن حجر العسقلانی: لکھتے ہیں:**

”روایت بالمعنی کے مسئلہ میں اختلاف مشہور ہے اور اکثر اس کے جواز کی طرف گئے ہیں اور ان کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ شریعت کو عجمی حضرات کے لیے بیان تبدیلی جائز ہے تو پھر عربیت کو عربیت سے بدلنا بالاولیٰ جواز کا حق رکھتا ہے۔ مگر اس میں تصرف سے گریز کیا جائے مگر اولیٰ الفاظ کا لانا ہی ہے۔“(۲۰)

قائلین کے مجموعی دلائل

روایت بالمعنی کے جواز میں درج ذیل دلائل پیش کیے جاتے ہیں:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ * فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (البقرہ:۵۸۔۵۹)

امام قرطبی اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں:

”بعض علماء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ منصوص اقوال شریعت اسلامیہ میں تبدیلی کے لیے ضروری ہے کہ اس میں تعبد لفظ میں ہے یا معنیٰ میں اور اگر تعبد لفظ میں ہے تو اس کی تبدیلی پہ مذمت ہے۔ (من بدل ما امر) اور اگر معنی میں تبدیلی کرنا یعنی معنیٰ مراد ہے تو پھر تبدیلی اس معنیٰ کی طرف لے جانے والی ہو نہ ایسی تبدیلی جو ان الفاظ سے نکال باہر کرے ایسی تبدیلی جائز نہ ہو گی۔ (مطلب الفاظ اور معنیٰ میں مطابقت ضروری ہو گی)“ (۲۱)

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف، فاقرءوا ما تيسر منه (۲۲)

”بے شک یہ قرآن سبعہ احرف پہ نازل کیا گیا ہے پس تم ان میں جس میں آسانی ہو پڑھ لو۔“

امام شافعیؒ کہتے ہیں: **وإذا كان الله عز وجل بر أفته بخلقه أنزل كتابه على سبعة أحرف** (۲۳)

"جب اللہ عزوجل نے اپنی مخلوق پر مہربانی کرنی تھی تو اللہ نے اپنی کتاب کو سات حروف پہ نازل فرمادیا۔"

۳۔ حماد بن سلمہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو دلیل بناتے ہوئے کہ قرآن میں بھی روایت بالمعنی الفاظ ادا ہوئے ہیں جیسے موسیٰ اور فرعون کے بارے میں خبر ہے بِشِهَابٍ قَبَسٍ (النمل ۲۷: ۷) اور دوسری جگہ فرمایا: بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى (طہٰ ۲۰: ۱۰) اسی طرح حدیث میں جیسا کہ ابی بن کعبؓ سے روایت ہے: **کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بـ{سبح اسم ربک} (الاعلیٰ ۸۷: ۱)، وقل للذین کفروا، واللہ الواحد الصمد** اور ان صورتوں کا بالمعنی نام پکارا گیا ہے۔ (۲۴)

۴۔ خالد بن دریک ایک صحابیؓ سے روایت کرتے ہیں:

"اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو مجھ پہ ایسی بات کا ذمہ لگاتا ہے جو میں نے نہیں کی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ تو اس صحابی نے فرمایا کہ تو نے سنا نہیں اِذَا رَاَتۡهُمۡ مِّنۡ مَّكَانٍۢ بَعِيۡدٍ سَمِعُوۡا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيۡرًا تو لوگوں نے آپ ﷺ سے سوال کرنا ہی چھوڑ دیے آپؐ نے اس بات کو ناپسند فرمایا اور دریافت فرمایا ایسا کیونکر ہے کہ تم تو سوال کرنے تک چھوڑ گئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا آپؐ نے خود فرمایا ہے کہ (**من تقول علی مالم اقل فلیتبوا....الخ**) اور ہم اس طرح سے حدیث کو یاد نہیں رکھ پاتے جیسا آپ ﷺ سے سنتے ہیں ہم سے الفاظ کا تقدم اور تاخر واقع ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا مطلب یہ نہیں تھا میں نے جو کہا بلکہ یہ اس کے لیے تھا جو اس کے ذریعے میری عیب جوئی کرے اور اسلام دشمنی کرے۔" (۲۵)

۵۔ صحابیؓ کہتے ہیں:

"ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا آپؐ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں بے شک ہم حدیث سنتے ہیں اور جس طرح سنی ہوتی ہے بعینہ بیان کرنے کی قدرت نہیں پاتے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہ کر رہے ہو تو کوئی حرج نہیں۔" (۲۶)

۶۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے:

"نبی ﷺ سے ایک آدمی نے پوچھا اللہ کے رسول ﷺ! بے شک آپ ﷺ ہمیں کوئی حدیث بیان فرماتے ہیں ہم نے جس طرح سنی ہوتی ہے بعینہ آگے چلانے کی قدرت نہیں رکھتے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی صحیح مفہوم کو پہنچ جائے تو بیان کر سکتا ہے۔" (۲۷)

۷۔ محمد بن سیرین فرماتے ہیں:

"انس بن مالکؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت میں قلیل تھے وہ جب بھی حدیث بیان کرتے تو أو کما قال

(یا جس طرح نبی ﷺ نے فرمایا) کہہ دیتے۔"(۲۸)

۸۔ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

"اور ان لوگوں کی روایت بالمعنی کے جواز میں سب سے پختہ دلیل اس بات پر اجماع ہے کہ عجمیوں کی تفہیم کے لیے انہی کی زبان جس کو وہ جانتے ہیں میں شریعت کی شرح کرنا جائز ہے اور جب کسی دوسری زبان میں ابدال درست ہوا تو عربی لغت میں بالاولی جائز ٹھہرا۔"(۲۹)

قلنا: یا رسول اللہ، إنا نسمع منک الحدیث فلا نقدر أن نؤدیه

مذکورہ حدیث سے ابن حاجبؒ نے روایت بالمعنی بیان کرنے کے جواز کا استدلال کیا ہے۔(۳۰)

۹۔ بہت سارے صحابہؓ امی تھے اور لکھتے نہیں تھے ظاہر ہے جب انہوں نے بعد کے زمانوں میں روایت بیان کی تو بالمعنی ہی کرتے تھے۔(۳۱)

صرف صحابہؓ تک روایت بالمعنی کے قائلین

ا۔ قاضی ابو بکر بن العربی کہتے ہیں:

"یہ خلاف عہد صحابہؓ سے ہے اور ان کے علاوہ کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ الفاظ کے معنی سے تبدیل کریں اگرچہ اس میں معنی کی ادائیگی بلاکم وکاست مکمل ہو۔ اس لیے کہ اگر ہم ہر ایک کے لیے اس کی اجازت دے دیں تو ہم حدیث کے بارے میں عدم استحکام کا شکار ہو جائیں گے اس لیے کہ اس طرح سے تبدیلی ہوتے ہوتے دور تک اصل حروف کا تو نام ونشان تک بدل جائے گا۔

مگر اصحابؓ رسول ﷺ کا معاملہ ایسے نہیں تھا، کیونکہ ان میں دو امر جمع تھے یعنی ایک فصاحت اور دوسرے بلاغت، ان کی جبلت عربیت تھی ان کی لغت سلیقہ تھی اس کے علاوہ وہ قول رسول ﷺ اور فعل رسول ﷺ کے شاہد تھے اور اس بناء پہ ان کی عقل ان کے مشاہدہ سے لبریز تھی یعنی من جملہ مشاہدہ ان کے معنیٰ سمجھنے میں معاون تھا۔ اور اس طرح سے پورے مقصد کا حصول واقع ہوا۔ یعنی سننے اور مشاہدہ کے بعد غلطی کی گنجائش نہ ہونے کے برابر رہ جاتی ہے۔ اور پھر یہ بھی تو ہے ناں کہ خبر اور مشاہدہ میں فرق ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ وہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔ **امر رسول اللہ ﷺ بکذا**۔ وہ لفظ استعمال کرتے ہیں **نهي رسول اللہ ﷺ بکذا** وغیرہ وغیرہ۔ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے الفاظ ذکر نہیں کرتے ہیں اور وہ خبر صحیح ہوتی ہے۔ اور نقل لازم ہوتی ہے اور کسی مصنف کو یہ حق نہیں کہ وہ بیان کے نام پر اس میں شک کی راہیں تلاش کرتا پھرے۔"(۳۲)

۲۔ محمد بن ہارونؒ اور علی بن محمد حبیب ان دونوں سے امام سخاوی نے اسی موقف کو نقل کیا ہے۔(۳۳)

صحابہؓ اور تابعین تک روایت بالمعنی کے قائلین

۱۔ حفید القاضی ابی بکر کہتے ہیں:

فإن الحديث إذا قيده الإسناد وجب ألا يختلف لفظه فيدخله الكذب (۳۴)

"جب حدیث کو اس کی سند مقید کر دے تو اس کے الفاظ کو مختلف نہ کرنا واجب ہو جاتا ہے ورنہ یہ کذب میں شمار ہو گا۔"

۲۔ ابن العربی فرماتے ہیں:

"اس مسئلہ میں اختلاف کا تعلق صحابہؓ اور تابعین کے دور سے ہے، کیونکہ وہ لغت کی جبلی معرفت میں مساوی تھے مگر بعد والے حضرات سے جائز نہیں، کیونکہ بلاکم وکاست ہم کہہ سکتے ہیں طبائع مختلف ہو جاتیں ہیں اور مفہوم میں تباین پیدا ہو جاتا ہے اور اسی طرح سے عرف بدل جاتے ہیں اور یہی حق ہے۔" (۳۵)

یہ طبقہ صحابہؓ اور تابعینؒ کی روایت بالمعنی کو اس لیے درست کہتا ہے کہ ان زمانوں میں قرائن و شواہد اور مفاہیم کی قربت زیادہ تھی، لہٰذا غلطی کے امکان بہت کم تھے۔ بیان کرنے والے راوی کے سامنے وہ تمام پہلو موجود ہوتے تھے جن سے بیان میں معانی کا تغیر نہیں ہو سکتا تھا۔

مرادف صحیح کی شرط کے قائلین

اس گروہ کا موقف ہے کہ اگر حدیث کے الفاظ سے مترادف الفاظ بیان کئے جائیں جن سے حدیث کا معنی و مفہوم اور سیاق وسباق میں تبدیلی نہ آتی ہو یہ جائز ہے یعنی ان لوگوں کے نزدیک مذکورہ شرط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ جیسے صحیح مسلم میں روایت ہے:

"حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کوئی بات چغلی کی تو انہوں کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ فرماتے تھے: نمام (چغل خور) جنت میں داخل نہیں ہو گا۔" (۳۶)

اسی طرح ہمام بن حارث سے روایت ہے:

"ایک آدمی امیر کو باتیں نقل کرتا تھا ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے تو اس نے کہا یہ قوم ہے کہ جس سے وہ امیر کو باتیں نقل کرتا ہے وہ آیا حتی کہ ہمارے پاس بیٹھ گیا تب حذیفہؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ فرما رہے تھے: قتات (چغل خور) جنت میں داخل نہیں ہو گا۔" (۳۷)

خطیب بغدادی اس مذہب کے بارے میں کہتے ہیں:

"مگر اس قول مختار میں ہم ایک اور شرط کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ سے سننے والا وہ

اس عربی لفظ کے موضوع سے واقف ہو۔ اور یہ کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے موضوع لہ کا ارادہ فرمایا تھا اس لیے کہ مجاز اور استعارہ کی صورت میں لفظ مجرد کو ذکر نہیں کیا جاسکتا ہے۔"(۳۸)

حدیث رسولؐ کے علاوہ روایت بالمعنی کا جواز

۱۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں:

"مالک بن انس کا خیال تھا رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے الفاظ کی تغییر جائز نہیں ہاں اگر اس کے علاوہ کسی کی بات ہو اور مفہوم درست ہو تو تب جائز ہے۔" (۳۹)

۲۔ ابن عفیر کہتے ہیں:

"میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے ایک بندے کی بابت سوال کیا کہ وہ حدیث کو سنتا ہے اور پھر اس کا معنی نقل کرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ کی بات میں، میں پسند کرتا ہوں کہ وہ آپؐ کے الفاظ کو ہی لائے۔"(۴۰)

مانعین روایۃ بالمعنی اور ان کے دلائل

روایت بالمعنی کے مانعین کا مؤقف ہے کہ کسی بھی شرط کے بغیر اصل حدیث کے الفاظ کو بالمعنی روایت کرنا جائز نہیں ہے بلکہ بعینہ الفاظ سے بیان کرنا واجب ہے۔ اصل الفاظ کے التزام اور روایت بالمعنی سے منع پر موقف درج ذیل ہے:

- عمر بن الخطاب العدویؓ فرماتے ہیں:

"جس نے حدیث سنی اور بعینہ بیان کی وہ درستی کو پہنچا۔"(۴۱)

- ابوہریرہؓ: بشیر بن نہیک فرماتے ہیں:

"میں ابوہریرہ سے جو سنتا وہ لکھ لیتا اور جب ان سے جدا ہونے کا ارادہ کرتا تو اپنا رجسٹر ان کے پاس لاتا اور انہیں کہتا میں نے آپؓ سے یہی سنا ہے نہ؟ تو وہ فرماتے: جی ہاں۔"(۴۲)

- القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق: طلحہ بن عبد المالک کہتے ہیں:

"میں قاسم کے پاس آیا اور ان سے کچھ امور کے بارے میں سوال کیا میں نے عرض کیا کہ میں ان کو لکھ نہ لوں؟ فرمایا: ہاں پھر اپنے بیٹے سے کہا اس کے لکھے ہوئے کو دیکھ کہ کچھ زیادت تو نہیں ہے میں نے کہا: ابا محمد! اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ مجھے جھوٹا تصور کریں گے تو میں آپ کے پاس آتا ہی ناں۔ انہوں نے فرمایا میرا مقصود یہ نہیں ہے بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اگر کچھ مغالطہ ہو جائے تو اس کا مداوا کر دیا جائے۔"(۴۳)

- عبد الکریم الجزری: الجزری کہتے ہیں:

"بے شک میں حدیث کو بیان کرتے ہوئے اس کے ایک کلمے کو بھی نہیں چھوڑتا۔"(۴۴)

- یحییٰ بن سعید بن قیس الانصاری المدنی ابو سعید القاضی: ابن عیینہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے:

"محدثین حجاز مثلاً: ابن شہاب، یحیی بن سعید اور ابن جریج حدیث کو اپنی اصل شکل میں بیان کرتے تھے۔"(۴۵)

- **قتیبہ کہتے ہیں:**

"اسمٰعیل ابن علیہ، عبد الوارث، یزید بن زریع اور وہیب یہ چاروں حفاظ حدیث اصل لفظ کے ساتھ بیان کرنے کے قائل تھے۔" (۴۶)

مانعین روایۃ الحدیث بالمعنی کے مجموعی دلائل

مانعین روایۃ بالمعنی کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔"نبی ﷺ نے فرمایا:" اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے، جس نے ہماری کوئی بات سنی، پھر اسے (دوسروں تک) پہنچایا، بعض اوقات جسے حدیث پہنچائی جاتی ہے، وہ (براہ راست) سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔"(۴۷)

توجیہ النظر میں ہے:

"جب ہم تجربہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ بسااوقات متاخر ایسی چیز کا استنباط کر لیتا ہے یا آیت سے اور خبر سے وہ فوائد اخذ کر لیتا ہے۔ جس پر متقدم کی نظر نہیں ہوتی اور یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کے پاس الفاظ ہیں یعنی وہ سماع کرے وہ الفاظ کے تمام تر فوائد اسی آگاہی حاصل کرے اگرچہ وہ فقیہ اور ذہین ہو۔ اور اگر ہم روایت بالمعنی کو جائز قرار دے دیں تو بہت زیادہ تفاوت حاصل ہو جاتا ہے۔ حالانکہ راوی گمان کر رہا ہوتا ہے کہ تفاوت نہیں ہے۔"(۴۸)

۲۔"حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو دائیں پہلو پر لیٹتے اور پھر کہتے **اللهم أسلمت نفسي إليک، ووجهت وجهي إليک، وفوضت أمري إليک، وألجأت ظهري إليک، رغبة ورهبة إليک، لا ملجأ ولا منجا منک إلا إليک، آمنت بکتابک الذي أنزلت، وبنبيک الذي أرسلت۔** اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے یہ دعا پڑھی اور پھر اس رات اگر اس کی وفات ہو گئی تو اس کی وفات فطرت پر ہو گی" (۴۹)

یعنی مذکورہ دعا کے الفاظ کو بعینہٖ نقل کیا گیا ہے لہٰذا روایت بالمعنی جائز نہیں۔

۳۔انس ؓ فرماتے ہیں:

بے شک مجھے بہت کثرت سے حدیث بیان کرنے سے نبی ﷺ کا فرمان روکتا ہے کہ:

"جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"(۵۰)

۴۔حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے کوئی حدیث بیان کی جس طرح کہ اس نے سنی اگر تو سچ اور نیکی پر مبنی ہے تو اس کے لیے ہے اور اگر جھوٹ ہے تو اس پر وبال ہے جس نے ابتداء کی۔"(۵۱)

۵۔شرع میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ روایت بالمعنی کی جائیں تو بگاڑ پیدا ہوتا ہے جیسے تکبیر، تشہد، اذان، شہادۃ وغیرہ۔(۵۲)

روایت بالمعنی میں راوی میں خطاء کے اسباب

روایت بالمعنی میں راوی چونکہ اصل الفاظ کو بیان نہیں کر رہا ہوتا، لہٰذا یہ بدیہی امر ہے کہ وہ سنے گئے الفاظ کی تعبیر کے لیے الفاظ استعمال کرے گا اور اس دوران یہ راوی پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ اصل روایت کی تعبیر کے لیے نئے الفاظ استعمال کرے لہٰذا الفاظ بیان کرتے ہوئے جن اخطاء کا راوی شکار ہوتا ہے وہ درج ذیل اسباب ہیں:

- **اپنے الفاظ میں حدیث کو مختصر کرنا**

حدیث کو بیان کرتے ہوئے راوی کا اختصار اختیار کرنے میں غلطی کا امکان موجود ہوتا ہے اسی وجہ سے بعض ماہرین نے اختصار کو ہی جائز نہیں سمجھا مبادا کہ حدیث کے الفاظ و معنی میں تغیر واقع ہو جائے۔

خطیب بغدادی، عباس الدوری سے روایت لائے ہیں:

"میں نے عباس دوری سے سنا وہ کہتے تھے ابو عاصم النبیل سے پوچھا گیا کہ حدیث میں اختصار ناپسندیدہ ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! اس وجہ سے کہ بالمعنی روایت کرنے والے معنی میں خطا کر جاتے ہیں۔"(۵۳)

اسی طرح عنبشہ سے روایت ہے کہتے ہیں:

"میں نے ابن مبارک سے کہا: مجھے علم ہوا ہے کہ حماد بن سلمہ حدیث کے اختصار کا ارادہ کرتے تھے تو کیا وہ اپنے مفہوم کو بدل دیتے تھے؟ تو انہوں مجھے کہا کیا تو اس سے سمجھدار ہو گیا ہے؟"(۵۴)

مذکورہ بالا سبب کی مثال یہ ہے:

شعبة، عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا وضوء إلا من صوت أو ريح»(۵۵)

"شعبہ، سہیل بن ابی صالح سے وہ اپنے باپ سے وہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ریح اور آواز سے وضو ہے۔"

ابو حاتم رازی فرماتے ہیں:

"یہ وہم ہے شعبہ نے اسی حدیث کے متن کو مختصر کر دیا اصل میں پوری حدیث اسی طرح کی تھی کہ عن اصحاب سهل عن سهيل عن ابيه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ «إذا كان أحدكم في الصلاة، فوجد ريحا من نفسه، فلا يخرجن حتى يسمع صوتا، أو يجد ريحا» (۵۶)

- **عام پر خاص کو محمول کرنا**

اس میں راوی غفلت میں الفاظ سے خصوص مراد لے لیتا ہے یا پھر قید کو شرط نہیں جانتا، لہٰذا ان احتمالات کے پیش نظر صیغہ لفظ کو خصوص سے عموم کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے:

عن عبد العزيز بن صهيب، عن أنس، قال: «نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يتزعفر الرجل» (۵۷)

اسی طرح یہ روایت **عبد الوارث بن سعيد، عن إسماعيل ابن علية و حماد بن زيد عن عبد العزيز بن صهيب** سے بھی منقول ہے اور ابن علیہ سے اس کو روایت کرتے ہیں جبکہ شعبہ اس روایت کے الفاظ میں منفرد ہوئے ہیں:

نهى عن التزعفر (۵۸)

اسماعیل بن علیہ نے شعبہ پر اس حدیث کے متن پر نکارت کی ہے اس بات پر کہ شعبہ کی بیان کردہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مردوں اور عورتوں کے لیے عمومی ہے جبکہ پوری حدیث میں مردوں کے لیے خاص ہے اور اسی طرح اس حکم سے عورتوں کے لیے مباح ہو جاتا ہے۔ (۵۹)

- **مترادف الفاظ کا استعمال**

اس سبب میں راوی کسی حدیث کے لفظ کو جب اپنے فہم سے مترادف الفاظ میں بیان کرتا ہے تو فہم کے نقص کی وجہ سے الفاظ کا انتخاب صحیح نہیں کر پاتا جس سے روایت کے الفاظ میں فرق آ جاتا ہے اور شبہ کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے:

حدثنا يحيى، عن هشام، قال: حدثني أبي قال: سمعت عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: «إذا وضع العشاء وأقيمت الصلاة، فابدءوا بالعشاء» (۶۰)

"ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے ہشام بن عروہ سے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر شام کا

کھانا سامنے رکھا جائے اور ادھر نماز کے لیے تکبیر بھی ہونے لگے تو پہلے کھانا کھالو۔"

اس میں (وضع) کا لفظ اکثر راویوں نے بیان کیا ہے اور دیگر رواۃ نے (حضر) کا لفظ بھی استعمال کیا ہے جبکہ (وضع) کا لفظ عام ہے اور (حضر) کا مطلب ہے آگے آ جانا اسی لیے بخاری کی دوسری روایت میں **إذا قدم العشاء، فابدءوا به قبل أن تصلوا صلاة المغرب، ولا تعجلوا عن عشائكم** (۶۱)

"جب شام کا کھانا حاضر کیا جائے تو مغرب کی نماز سے پہلے کھانا کھالو اور (نماز کے لیے) اپنارات کا کھانا چھوڑنے میں عجلت نہ کرو۔"

اسی طرح مسلم کی روایت میں ہے۔ **إذا قرب العشاء، وحضرت الصلاة، فابدءوا به قبل أن تصلوا صلاة المغرب، ولا تعجلوا عن عشائكم** (۶۲)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات کا کھانا پیش کر دیا جائے اور نماز کا (بھی) وقت ہو جائے تو مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے کھانے کی ابتدا کرو اور (نماز کے لیے) اپنا رات کا کھانا چھوڑنے میں عجلت نہ کرو۔"

مذکورہ بالا مترادفات سے معلوم ہوا کہ (وضع) کا لفظ عام ہے اس میں کھانا پیش ہو جانے کی قید نہیں ہے۔

- **مشترک معنی سے غفلت کرنا**

اس میں راوی حدیث بیان کرتے ہیں ایک سے زیادہ معنی کا احتمال رکھنے والے لفظ کا ہر محل مطلب متعین نہیں کر پاتا جس کی وجہ سے مفہوم و مدلول میں فرق آ جاتا ہے اور یہ اکثر راوی کے عربی لغت کے صفت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مثلاً:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو سات سال استحاضہ (بے قاعدہ خون) آتا رہا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ حیض نہیں بلکہ یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے، اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے قروء کے مطابق نماز چھوڑ دے۔"(۶۳)

اسی طرح نسائی نے ابو بکر بن محمد بن حزم بن عمرو عن عائشہؓ کے طریق سے روایت کیا اس کے الفاظ یہ ہیں: **فلتنظر قدر قرئها التي كانت تحيض لها** (۶۴)

"پس تو اپنے قرء جتنا انتظار کر جتنا کہ تیرے حیض میں ہوتا ہے۔"

امام مسلم لکھتے ہیں:

عروة عن عائشه سے «امكثي قدر ما كانت تحبسك حيضتك، ثم اغتسلي وصلي» (۶۵)

"آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے حیض کے اندازے سے رکی رہو اور پھر غسل کرو اور نماز پڑھو۔"

اسی طرح **زبير عن عروه وعمرة عن عائشه**رضی اللہ عنہا میں یہ الفاظ ہیں: **ولكن هذا فإذا أدبرت الحيضة**

فاغتسلي وصلي (۶۶)

مذکورہ بالا مترادفات سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی نے حیض کو قرء پر محمول کیا ہے جبکہ حضرت عائشہؓ کے نزدیک قرء کی تفسیر طہر ہے نہ کہ حیض ہے۔ (۶۷)

امام احمدؒ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

كل من روى هذا عن عائشة فقد أخطأ، لأن عائشة تقول: الأقراء الأطهار، لا الحيض (۶۸)

"جس کسی نے بھی حضرت عائشہؓ سے یہ روایت کیا ہے اس سے خطا ہوئی، کیونکہ عائشہؓ تو کہتی ہیں اقراء سے مراد طہر ہیں نہ کہ حیض۔"

- **قرآن کے ظاہر سے لفظ کی تفسیر کرنا**

اس میں راوی کسی حدیث کے لفظ کی قرآنی توضیح سے تعبیر کرتا ہے جس سے وہ اپنے فہم کے مطابق اس کو تشریحی الفاظ میں بیان کر دیتا ہے۔ مثلاً: "عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایسی قسم کھائے جو جھوٹی ہو جس کے ذریعے وہ کسی دوسرے کا مال مارلے تو اللہ سے وہ اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہو گا' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (اس کی تصدیق میں) نازل فرمائی: " بلاشبہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اس کی قسموں کو تھوڑی پونجی کے بدلے خریدتے ہیں"۔ عبداللہ بن مسعود نے انہیں حدیث بیان کی اور کہا کہ یہ آیت میرے اور ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی اس نے مجھ سے ایک کنویں کے بارے میں جھگڑا کیا تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: تیرے پاس بینہ ہے؟ میں نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر چاہیے کہ وہ قسم دے! میں نے کہا تب تو وہ دے دے گا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِيۡنَ يَشۡتَرُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ (۶۹)

اس روایت کو ابو عوانۃ عن الاعمش (**بينتك أو يمينه**) کے الفاظ سے بھی ذکر کیا گیا ہے۔ (۷۰)

لیکن دیگر رواۃ کی مخالفت میں جریر بن عبدالحمید نے ان الفاظ کو ذکر کیا ہے۔ (**شاهداك أو يمينه**) (۷۱)

اس روایت میں جریر بن عبدالحمید نے لفظ (**يمينه**) کی تشریح کرتے ہوئے (**شاهدان**) لفظ بیان کر دیا جو کہ ان کے ذہن میں قرآن کی آیت وَ اسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِيۡدَيۡنِ مِنۡ رِّجَالِكُمۡ (البقرہ۲: ۲۸۲) سے تھا۔

بينة کا لفظ عام ہے جس میں شاھدان، شاھد اور یمین اسی طرح شاہد اور دو عورتوں کی گواہی یہ سب آتے ہیں جبکہ (**شاهداك**) کے لفظ میں فقط دو گواہ مخصوص ہو جاتے ہیں۔

حدیث بالمعنی کی روایت کرنے والے کے لیے شرائط

حدیث بالمعنی کی روایت کے لیے علمائے حدیث نے چند شرائط ذکر کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

- **عارف بالفہم ہونا**

یہ کہ راوی الفاظ کے معانی اور مدلولات کو جاننے والا ہو اور کلمات کے سیاق وسباق سے واقف ہو۔ اگر ان امور سے جاہل ہے تو بالاتفاق جائز نہیں بلکہ ایساراوی عند اللہ آثم ٹھہرے گا۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

"جو حدیث کے معانی کو سمجھ کے ساتھ منتقل کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ یا وہ حدیث کے الفاظ کو نقل کرے جس طرح اسے سنا ہے، کیونکہ اگر وہ غیر عالم ہے اور حدیث کو معناً بیان کر رہا ہے تو اس اہلیت سے عدم کی صورت میں وہ مفہوم کو تبدیل کرنے کا مرتکب ہو گا اور حلال کو حرام کر دے گا۔"(۷۲)

- **الفاظ تبدیل کرنا**

ایسا راوی جو الفاظ کو تبدیل کر دے اور مدلول برعکس ہو جائے جیسے بیٹھنے کی جگہ کھڑا ہونا یعنی روایت کردہ الفاظ میں اصل سے واضح تضاد ہو۔

راوی کے لیے اس شرط کو خطیب بغدادی نے اہل علم کی طرف منسوب کیا ہے اور ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے روایت بالمعنی کی اجازت دی ہے، لیکن ان لوگوں کے بھی ان مترادف الفاظ کو جائز کہا ہے جو عدم تغییر کے حامل ہوں اور معنی میں خلل واقع نہ ہو۔ (۷۳)

- **عبادات کے الفاظ میں تغییر**

ایسا راوی کہ جو عبادات کے الفاظ میں روایت بالمعنی کرتا ہے جائز نہیں۔ جیسے تشہد، اذان وغیرہ کے الفاظ۔

- **مشابہہ اور مجمل وغیرہ حدیث کو بیان کرنے والا نہ ہو**

ایسا راوی جو مشابہہ، مجمل، مشترک، مشکل یا جوامع الکلم کی روایت بالمعنی کرتا ہے اس کی روایت جائز نہیں۔

کیونکہ مشابہہ اور مجمل میں بالمعنی روایت ناممکن ہے جبکہ مشکل اور مشترک تاویل کے بغیر نہیں سمجھی جاسکتی اور تاویل رائے قیاس کی طرح سے روایت بالمعنی بیان کرنے والے کی رائے اور قیاس قابل قبول نہیں ہوتا باقی محکم کا ایک ہی معنی ہوتا ہے جس کے لیے علماء کی بیان کردہ شرائط ضروری ہیں۔ اسی طرح جوامع الکلم کے الفاظ میں اس کے تمام معانی کا ادراک ممکن ہی نہیں اس وجہ سے اس کا بعینہ نقل ضروری ہے۔ جس طرح حدیث **الخراج بالضمان** (۷۴)

- **کتاب کے علاوہ حفظ پر اعتماد کرنا**

راوی جب اپنے حافظے پر اعتماد کرتا ہے اور کتاب کا التزام نہیں کرتا تو روایت بالمعنی میں الفاظ کی بعینہ روایت نہیں کرپاتا۔ امام احمد بن حنبل کے بارے میں ہے:

"جب وہ کتابت حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں تب وہ غلطی کرتے ہیں احمد بن حنبل کہتے ہیں: ہمیں ایک قوم

اپنے حفظ سے حدیث بیان کرتی ہے ایک قوم لکھے ہوئے سے بیان کرتی ہے تو جو لوگ لکھے ہوئے سے ہمیں بیان کرتے ہیں زیادہ پختہ ہے۔"(۷۵)

ابن عمار کہتے ہیں:

"شریک کی اپنی کتابیں صحاح ہیں جس نے ان کی کتابوں سے سماع کیا وہ درست ہے اور ان کی کتاب سے صرف اسحاق ازرق نے سماع کیا ہے"(۷۶)

ابن مدینی کہتے ہیں:

"میرے سید احمد بن حنبلؒ نے مجھے فرمایا: تم ضرور بضرور کتاب سے حدیث بیان کیا کرو!"(۷۷)

راجح مذہب

مذکورہ بالا بحث کی روشنی میں راقم اس نتیجہ پہ پہنچا ہے کہ روایت بالمعنی مطلقا جائز اور ناجائز کا ذکر محل نظر ہے بلکہ اگر اس میں شروط کا لحاظ رکھا جائے جیسا کہ جمہور محدثین کا مؤقف ہے تو درست ہے اور یہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ اور ان شرائط کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ راوی اپنے دین میں ثقہ ہو حدیث میں معروف بالصدق ہو اور عاقل ہو۔

۲۔ یہ کہ راوی لغات العرب سے بہرہ ور ہو اور اس کے جمیع وجوہ سے واقف ہو۔

۳۔ الفاظ کے معانی اور فقہ کی بصارت رکھتا ہو۔

۴۔ یہ کہ عبادت سے متعلقہ حدیث نہ ہو جیسے **شهادة**، **تشهد**، **اذان**، اور **دعا** وغیرہ اسی طرح جوامع الکلم کے الفاظ نہ ہوں۔

۵۔ راوی حدیث بیان کرنے کے بعد **أو كما قال**، **نحوه** کے الفاظ بول دے۔

حوالہ جات

۱۔ بخاری، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، بیروت، ۱۴۲۲ھ، کتاب الاحادیث، باب ماذکر بنی اسرائیل، حدیث:۳۴۶۱

۲۔ راغب اصفہانی، حسن بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، نور محمد اصح المطابع، کارخانہ تجارت کتب، کراچی، س ن، ص۲۰۹

۳۔ ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمان، معرفۃ انواع علوم الحدیث، تحقیق نورالدین عتر، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۶ھ،

ص ۲۱۳

۴۔ الصباغ، محمد بن لطفی، ڈاکٹر، الحدیث النبوی مصطلحہ بلاغتہ، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۳۹۷ھ، ص ۱۷۰

۵۔ القاسمی، محمد جمال الدین بن محمد، قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن، ص ۲۲۳

۶۔ الخطیب البغدادی، احمد بن علی، الکفایہ فی علم الروایۃ، بتحقیق ابی عبداللہ السورقی، المکتبہ العلمیۃ، مدینہ منورہ، س ن، ص ۲۰۵

۷۔ ایضا، ص ۲۰۴

۸۔ القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، دار الکتب المصریہ، القاہرہ، ۱۳۸۴ھ، ج ا۔ ص ۴۱۲

۹۔ الرامہرمزی، حسن بن عبد الرحمان، المحدث الفاصل بین الراوی والواعی، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۴ھ، ص ۵۳۳

۱۰۔ الخطیب، الکفایہ فی علم الروایہ، ص ۲۰۶

۱۱۔ الرامھرمزی، المحدث الفاصل بین الراوی والواعی، ص ۵۴۲

۱۲۔ الخطیب، الکفایہ فی علم الروایۃ، ص ۲۰۷

۱۳۔ الخطیب البغدادی، احمد بن علی، الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع، مکتبہ المعارف، الریاض، س ن، ج ۲، ص ۳۲

۱۴۔ ایضاً، ص ۲۱۰

۱۵۔ الذہبی، محمد بن احمد، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار المعرفہ، بیروت، ۱۳۸۲ء، ج ۳۔ ص ۳۸۳

۱۶۔ الحکیم الترمذی، محمد بن علی، نوادر الاصول فی احادیث الرسول ﷺ، دار الجیل، بیروت، س ن، ج ۴۔ ص ۱۲۱

۱۷۔ الرامھرمزی، المحدث الفاصل فی الراوی والواعی، ص ۵۲۹

۱۸۔ الخطیب، الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع، ج ۲۔ ص ۳۴

۱۹۔ ابن الصلاح، معرفۃ انواع علوم الحدیث، ص ۲۱۴

۲۰۔ ابن حجر، احمد بن علی، نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، مطبعہ سفیر، الریاض، ۱۴۲۲ھ، ص ۱۲۲

۲۱۔ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج ا۔ ص ۴۱۱

۲۲۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الخصومات، باب کلام الخصوم بعضھم فی بعض، حدیث ۲۴۱۹

۲۳۔ السیوطی، عبد الرحمان بن ابی بکر، تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، دار طیبہ، بیروت، س ن، ج ا۔ ص ۵۳۴

۲۴۔ السخاوی، محمد بن عبد الرحمان، فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی، مکتبہ السنہ، مصر، ۱۴۲۴ھ، ج ۳۔ ص ۱۴۵

۲۵۔ الخطیب، الکفایۃ فی علم الروایہ، ص ۲۰۰

۲۶۔ ایضا، ص ۱۹۹

۲۷۔ ایضاً، ص ۲۰۰

۲۸۔ الخطیب، الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع، ج ۲۔ ص ۳۵

۲۹۔ ابن حجر، نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، ص ۱۲۰
۳۰۔ السخاوی، فتح المغیث، ج ۳۔ ص ۱۴۵
۳۱۔ الجزائری، طاہر بن صالح، توجیہ النظر الی اصول الاثر، مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ، حلب، ۱۴۱۶ھ، ص ۳۰۴
۳۲۔ ابن العربی، محمد بن عبد اللہ، ابو بکر، احکام القرآن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۳ء، ج ۱۔ ص ۳۵
۳۳۔ السخاوی، فتح المغیث، ج ۳۔ ص ۱۴۲
۳۴۔ ایضاً
۳۵۔ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج ۱۔ ص ۴۱۴
۳۶۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س ن، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم النمیمۃ، حدیث ۱۰۵
۳۷۔ ایضاً
۳۸۔ الخطیب، الکفایہ فی علم الروایہ، ص ۱۹۹
۳۹۔ الخطیب، الجامع لاخلاق الراوی، ج ۲، ص ۳۳
۴۰۔ ایضاً، ج ۲، ص ۳۴
۴۱۔ الرامہرمزی، المحدث الفاصل بین الراوی والواعی، ص ۵۳۸
۴۲۔ الدارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمان، السنن، دار المغنی للنشر والتوزیع، السعویہ، ۱۴۱۲ھ، باب من رخص فی کتابۃ العلم، حدیث ۵۱۱
۴۳۔ ایضا
۴۴۔ الرامہرمزی، المحدث الفاصل الراوی والواعی، ص ۵۴۳
۴۵۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ج ۱، ص ۴۳
۴۶۔ الخطیب، الکفایہ فی علم الروایہ، ص ۲۱۰
۴۷۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الایمان، باب من بلغ علما، حدیث ۲۳۲
۴۸۔ الجزائری، توجیہ النظر الی اصول الاثر، ج ۲، ص ۶۷۴
۴۹۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، باب النوم علی الشق الایمن، حدیث ۶۳۱۵
۵۰۔ ایضا، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی ﷺ، حدیث ۱۰۸
۵۱۔ الطبرانی، المعجم الکبیر، ج ۸، ص ۲۴۵
۵۲۔ الخطیب، الکفایہ فی علم الروایہ، ص ۲۰۰
۵۳۔ الخطیب، الکفایہ فی علم الروایہ، ص ۱۹۱

۵۴۔ الخطیب، الکفایہ فی علم الروایہ، ص ۱۹۱
۵۵۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، دار احیاء الکتب العربیہ، مصر، س ن، کتاب الطہارۃ، باب لاوضوء الا من حدث، حدیث ۵۱۵
۵۶۔ ابن ابی حاتم، علل الحدیث، ج ا، ص ۱۴۰
۵۷۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب اللباس، باب النھی عن التزعفر للرجال، حدیث ۵۸۴۶
۵۸۔ النسائی، السنن، کتاب الحج، باب الزعفران للمحرم، حدیث ۲۷۰۷
۵۹۔ السخاوی، فتح المغیث، ج ۲، ص ۲۱۲
۶۰۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب اذا حضر الطعام واقیمت الصلاۃ، حدیث ۶۷۱
۶۱۔ ایضاً، حدیث ۶۷۲
۶۲۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب کراہۃ الصلاۃ بحضرۃ الطعام، حدیث ۵۵۷
۶۳۔ النسائی، السنن، کتاب الطہارۃ، باب ذکر الاقراء، حدیث ۲۱۰
۶۴۔ ایضاً، حدیث ۲۰۹
۶۵۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الحیض، باب غسل المستحاضۃ غسلہا وصلاتہا، حدیث ۳۳۴
۶۶۔ ایضاً
۶۷۔ القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، دار الکتب المصریہ، القاہرہ، ۱۹۶۴ء، ج ۳، ص ۱۱۳
۶۸۔ ابن رجب الحنبلی، عبد الرحمان بن احمد، شرح علل الترمذی، مکتبہ المنار، القاہرہ، ۱۴۰۷ھ، ج ا، ص ۱۵۹
۶۹۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاحکام، باب الحکم فی البئر ونحوھا، حدیث ۷۱۸۳
۷۰۔ ایضا، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب یقول اللہ تعالیٰ أن الذین یشترون، حدیث ۶۶۷۷
۷۱۔ ایضا، کتاب الشھادات، باب الیمین علی المدعی، حدیث: ۲۶۶۷
۷۲۔ الشافعی، محمد بن ادریس، الرسالہ، مکتبہ الحلبی، س ن، ۱۳۵۸ھ، ص ۳۶۹
۷۳۔ ابن رجب الحنبلی، شرح علل الترمذی، ج ا، ص ۱۴۷
۷۴۔ ترمذی، السنن، کتاب البیوع، باب ماجاء فیمن یشتری العبد ویستغلہ، حدیث ۱۲۸۵
۷۵۔ الخطیب، احمد بن علی، تقیید العلم، احیاء السنہ النبویہ، القاہرہ س ن، ص ۴۸
۷۶۔ الخطیب، الکفایہ فی علم الروایۃ، ص ۲۲۳
۷۷۔ الحازمی، محمد بن موسی، الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الاثار، دائرۃ المعارف الاسلامیہ، حیدر آباد، ۱۳۵۹ھ، ص ۱۶